

سوڈان کے معاملے پر برلن کانفرنس

تحریر: استاد عبدالحق عبدون

(ترجمہ)

بدھ، 15 اپریل 2026 کو، جرمن دارالحکومت میں سوڈان کی امداد کے لیے برلن کانفرنس کا آغاز ہوا، جسے حکومتی مذمت اور کئی سول تحریکوں کے تحفظات کا سامنا کرنا پڑا، جبکہ سیاسی شخصیات اور قوتوں نے اس میں شرکت کی، جن میں انقلابی قوتوں کا جمہوری سول اتحاد (صمود) بھی شامل ہے۔ سوڈانی سول اور سیاسی قوتوں کی تقریباً چالیس شخصیات نے اس کانفرنس میں حصہ لیا۔ اس کانفرنس کا انعقاد جرمن حکومت نے برطانیہ، فرانس اور امریکہ کے تعاون کے علاوہ یورپی اور افریقی یونینوں کے اشتراک سے کیا تھا۔ امداد دینے والے ممالک نے کانفرنس کے اختتام پر، جنگ کے آغاز کی تیسری برسی کے موقع پر، سوڈان کے لیے 1.3 بلین یورو (1.5 بلین ڈالر) کی امداد فراہم کرنے کا عہد کیا، جس جنگ نے لاکھوں سوڈانیوں کو بھوک اور شدید غربت میں دھکیل دیا ہے۔

کانفرنس کے دوران ایک ریکارڈ شدہ خطاب میں، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتیریس نے سوڈان میں جنگ کے بھیمانگ خواب کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ اس بیرونی مداخلت اور ہتھیاروں کی سپلائی کو روکنے پر زور دیا جو اس تنازع کو ہوادے رہے ہیں۔ انہوں نے سوڈانی فوج اور ریپبلکن سپورٹ فورسز (RSF) دونوں سے دشمنی فوری طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کیا، اور عالمی برادری سے انسانی امداد کی فراہمی کے لیے متحرک ہونے کی اپیل کی جو گزشتہ سال فراہم کی گئی امداد کے مقابلے میں اب بھی ناکافی ہے۔ انہوں نے جنگ کی تیسری برسی کو ایک ایسے تنازع کا المناک سنگ میل قرار دیا جس نے ایک ایسے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جس کے پاس ترقی کے بہترین مواقع موجود تھے، اور خبردار کیا کہ اس تنازع کے نتائج پورے خطے کے استحکام کو متاثر کریں گے۔

جرمنی کے وزیر خارجہ یوہان واڈی وویل نے اعلان کیا کہ انسانی امداد کے لیے مختص وسائل میں کمی کے باوجود، شرکاء نے اب تک مجموعی طور پر 1.3 بلین یورو سے زائد مالیت کی امداد کے وعدے کیے ہیں، اور انہوں نے اسے ایک مثبت علامت قرار دیا۔ سوڈان میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے نمائندے کے مطابق، جس نے خبر رساں ادارے اے ایف پی (AFP) کو بتایا، اپریل کے وسط تک سوڈان میں کام کرنے والی انسانی ہمدردی کی ایجنسیوں کو امداد کی فراہمی کے لیے مطلوبہ فنڈز کا سولہ فیصد سے زیادہ حصہ موصول نہیں ہوا تھا۔ کانفرنس سے اپنے خطاب میں واڈی وویل نے کہا کہ سوڈان نے تین سال تک ہولناک جرائم اور ناقابل تصور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ وزیر نے اس بات کی تصدیق کی کہ جرمنی نے دنیا کی سب سے بڑی انسان ساختہ انسانی تباہی کے نتیجے میں سوڈانی عوام کی تکالیف کو کم کرنے کے لیے 230 بلین یورو فراہم کرنے کا عہد کیا ہے۔ انہوں نے اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ وہ امریکہ ہی تھا جس نے اپنے کارندوں کو اس منحوس جنگ کو شروع کرنے کا حکم دیا تھا۔

سوڈانی حکومت نے کہا کہ جرمنی کی جانب سے اس کانفرنس کی میزبانی سوڈان کے داخلی معاملات میں اچانک اور ناقابل قبول مداخلت ہے، لیکن اس نے جرمنی کے خلاف محض انتباہ اور مذمت کے سوا کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا! سوڈانی وزارت خارجہ نے ایک بیان میں کہا کہ "یہ کانفرنس خرطوم حکومت کے ساتھ کسی قسم کے ہم آہنگی اور مشاورت کے بغیر منعقد کی گئی،" ساتھ ہی خبردار کیا کہ نیم فوجی گروہوں کے ساتھ معاملات ریاست کی خود مختاری کو نقصان پہنچائیں گے۔ مزید کہا گیا کہ برلن کانفرنس "استعماری سرپرستی کے اس ماسٹریٹھ کی عکاسی کرتی ہے جو اب بھی بعض مغربی ممالک میں رائج ہے، جس کے ذریعے وہ آزاد ممالک اور اقوام پر اپنا ایجنڈا اور نظریہ مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" بیان میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ "غیر جانبداری کے بہانے کانفرنس میں سوڈانی حکومت کو نظر انداز کرنا ناقابل قبول ہے اور بین الاقوامی تعلقات میں ایک خطرناک مثال ہے، اور حکومت اور اس کی فوج کو ایک مجرم، کثیر القومی دہشت گرد ملیشیا کے برابر قرار دینا علاقائی اور بین الاقوامی سلامتی کی بنیادوں کو کمزور کرتا ہے۔"

پچیس سیاسی اور سول تحریکوں نے ایک بیان میں کہا کہ کانفرنس کی دعوت کے طریقہ کار اور ایجنڈے کے بغور جائزے کے بعد، "یہ بات سامنے آئی ہے کہ شرکاء کے انتخاب کے معیار میں عدم توازن تھا، شفافیت کا فقدان تھا اور دعوت نامے بھیجنے میں جانبداری برتی گئی، جس کی وجہ سے ریپڈ سپورٹ ملیشیا سے وابستہ قوتوں کو بہت زیادہ نمائندگی دی گئی، جبکہ سوڈانی ریاستی اداروں کی حمایت کرنے والی قومی قوتوں کو بڑے پیمانے پر نظر انداز کیا گیا۔" بیان میں مزید کہا گیا کہ "سوڈانی عوام کے وسیع حلقوں کی نمائندگی کرنے والے مخصوص رہنماؤں اور بااثر قوتوں کی شرکت کو مسترد کر کے اور ان کی عدم شمولیت کی شرط رکھ کر، ہم فریقین کو دانستہ طور پر نکالنا سوڈانی معاملات میں کھلی مداخلت ہے، جبکہ اس کے برعکس ریپڈ سپورٹ ملیشیا کے اتحادیوں کو غیر مشروط نمائندگی دی گئی۔"

اس بیان پر دستخط کرنے والی سیاسی اور سول قوتوں کی فہرست میں نیشنل امہ پارٹی، سوڈانی جسٹس اینڈ ایکویٹی موومنٹ، سوڈان لبریشن موومنٹ، عبوری کونسل، سوڈانی بعث پارٹی، سوڈانی لائبرلسوس اییشن، نیشنل میڈیا ایسوسی ایشن اور دیگر تحریکیں شامل تھیں۔

دوسری جانب سابق وزیر اعظم عبداللہ حمدوک کی سربراہی میں 'انقلابی قوتوں کے جمہوری سول اتحاد' (صمود) نے کانفرنس کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مقصد دنیا کی سب سے بڑی انسانی تباہی پر روشنی ڈالنا اور سوڈان میں خونی تنازعے کے خاتمے کے لیے کوششوں کو مربوط کرنا ہے۔ ایک بیان میں اس اتحاد نے برلن کانفرنس کی کارروائی میں اپنی شرکت کی تصدیق کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ جنگ کے خاتمے اور سوڈان میں امن کی تعمیر کے طریقوں پر ایک وسیع سوڈانی سول اتفاق رائے حاصل کرنے کے لیے کام کرے گا۔

جرمن وزارت ترقی نے بدھ 15 اپریل 2026 کو اعلان کیا کہ برلن اس سال سوڈان کو مزید 20 ملین یورو (23.58 ملین ڈالر) فراہم کرے گا، جبکہ دیگر مالیاتی وعدوں پر ابھی غور کیا جا رہا ہے۔ وزارت نے ایک بیان میں کہا کہ 2025 کے اختتام تک، اس نے سوڈان اور وہاں کی جنگ سے متاثرہ پڑوسی ممالک کے منصوبوں کے لیے 155.4 ملین یورو (183 ملین ڈالر) فراہم کیے تھے، اور وہ اس سال اس رقم میں 20 ملین یورو کا اضافہ کرے گی۔

کانفرنس کے حاشیے پر، افریقی امور کے لیے امریکی صدر کے چیف ایڈوائزر مسعد بولس نے بدھ 15 اپریل 2026 کو کہا کہ امریکہ سوڈان میں جاری جنگ میں کسی کا ساتھ نہیں دے رہا، اور وہ اپنی کوششیں تنازع کے خاتمے کے لیے اقوام متحدہ کے ایک طریقہ کار پر کام کرنے کے لیے مرکوز کر رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ ایسی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جنگ بندی کا خواہاں ہے جس سے امداد آبادی تک پہنچ سکے۔

جب امریکہ نے سوڈان پر اپنا کنٹرول حاصل کر لیا اور یورپ خالی ہاتھ رہ گیا، کیونکہ اسے سوڈان میں ہونے والے واقعات سے باہر کر دیا گیا تھا اور معاملات مکمل طور پر امریکہ کے قبضے میں چلے گئے تھے، تو یورپ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ بچا کہ وہ ان کانفرنسوں کے دروازے سے داخل ہو جو وہ وقتاً فوقتاً منعقد کرتا ہے۔ سوڈان کے عوام کے لیے جنگ کے نتیجے میں ہونے والی تباہی اور نقل مکانی کے بارے میں بار بار ہونے والی گفتگو ایسی ہے جیسے وہ سوڈانی عوام کے مفادات کے بارے میں بہت فکر مند ہوں اور اس پر آنسو بہا رہے ہوں۔ تاہم، یہ امریکی گریہ وزاری مگر مجھ کے آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں، جو انہیں حکومت اور اپنے مفادات کے قریب لانے کے لیے بہائے جا رہے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مغربی ریاستوں کو جس چیز نے تحریک دی ہے وہ سوڈانی عوام پر ٹوٹی ہوئی تباہی اور بربادی نہیں ہے، بلکہ اپنے اثر و رسوخ کا خاتمہ ہے؛ چنانچہ وہ تندہی اور جانفشانی سے اپنے مفادات کی تلاش میں سرگرداں ہیں، چاہے ان مفادات کی قیمت تمام سوڈانی عوام کی ہلاکت ہی کیوں نہ ہو! سرمایہ دارانہ ممالک کا یہی شیوہ ہے۔

بد قسمتی سے، سوڈان کے عوام اس جنگ اور اقتدار کے لیے ہونے والی اس امریکی-یورپی کشمکش کا نشانہ بن چکے ہیں، جس کا مقصد اپنے ایجنٹوں کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے مفادات کی خدمت کریں۔

سوڈان کے عوام کو ان سازشوں سے باخبر ہونا چاہیے اور ان کے خلاف مضبوطی سے ڈٹ جانا چاہیے، اور مسلمانوں کے ایک ایسے خلیفہ کی بیعت کے لیے انتھک محنت کرنی چاہیے جو اسلام کے قانون شریعت کے مطابق لوگوں پر حکمرانی کرے۔ یہی ہماری موجودہ مشکل صورت حال سے نکلنے کا واحد راستہ اور ہمارے خلاف ارادہ کیے گئے ہر شر سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ بلاشبہ، یہی وہ عمل ہے جو اس امت کو نقصان پہنچانے کی خواہش رکھنے والے تمام دشمنوں کا قلع قمع کر دے گا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الْمِثْلُ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ﴾ "ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے" (سورۃ الصافات: 61)

ولایہ سوڈان میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے رکن